"دعوتِ وغزواتِ نبوی ﷺ سے متعلق جی سنگھ دارا کی رائے کا تحقیقی جائزہ"

"An Analysis of the views of G.Singh Dara on the Preachings and Battles of Prophet (peace be upon him)"

* نسیم اللہ

** پروفیسر ڈاکٹر ضیاء اللہ الازہری

Abstract:

The world has become a global village and the interaction between different nations and religions is increasing. For the upbringing of this global village in a positive way, Inter-Faith Dialouge is must. In the present situation Inter-Faith Dialouge between Judaism, Christainity and Islam is required, similarly Inter-Faith Dialouge between Islam, Hinduism and Sikhism is also very important as India is next to Pakistan and millions of Muslims are living in India. Moreover plenty of Hindu and Sikh writers have written books on the Life of The Prophet of Islam (peace be upon him), for example: Sawami Laksman Parshad, Dr.Ved Prakash, G.Singh Dara, Surjeet Singh Lamba etc. which can help in bringing peace and harmany between these religious.

---

* ریسرچ اسکالر، سیرت ڈیپارٹمنٹ، پشاور یونیورسٹی

** سابق چیرمین سیرت ڈیپارٹمنٹ، پشاور یونیورسٹی

جی سنگھ دارا کا تعارف :

تاریخ پیدائش اور مقام پیدائش:

جی سنگھ دارا کا تعلق سکھ مذہب سے ہے۔ موصوف لاہور ہائی کوٹ کے ایڈوکیٹ بھی رہ چکے ہیں۔ موصوف نے یہ کتاب لندن جا کر مکمل کی اور وہاں 1914ء میں سید سلیمان ندوی کی خدمت میں پیش کی۔ سید صاحب نے کتاب اور مطالعہ کیا اور مصنف کی اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ سے عقیدت اور محبت اور بے تعصبی دیکھ کر کتاب کا دیباچہ بھی لکھا1۔

تعارف موضوع:

دعوت وغزوات نبوی ﷺ سے متعلق شبہات اور اعتراضات شروع سے ہی کئے جاتے رہے ہیں اعتراضات اکثر بدنیت مستشرقین کی جانب سے کیے جاتے رہے ہیں لیکن شبہات واستفسارات اکثر غیر مسلموں کی طرف سے تفہیم اسلام کی نیت سے کئے گئے ہیں اس اعتراضات وشبہات میں اکثر وبیشتر رسول اللہ ﷺ کی مکی ومدنی پالیسی اور اسلامی جہاد سے متعلق ہے جن غیر مسلموں نے دعوت وغزوات سے متعلق شبہات کا اظہار کیا ہے ان میں جی سنگھ دارا قابل ذکر ہیں۔

اہمیت موضوع:

دنیا میں امن اور بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کے لئے بین المذاہب مکالمہ کی اشد ضرورت ہیں جس طرح اسلام کا بین المذاہب مطالعہ عیسائیت اور یہودیت کے ساتھ ہو رہا ہے اسی طرح اسلام، ہندومت اور سکھ مت کے درمیان بھی بین المذاہب مطالعہ ہو کیونکہ مستشرقین مغرب کی طرح ہندوؤں اور سکھوں میں بھی کئی ایسی مصنفین ہیں جن نے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے متعلق متعدد کتابیں لکھی ہیں مثلاً سوامی لکشمن پر شاد، سرجیت سنگھ لامبا، جی سنگھ دارا وغیرہ۔ پاکستان اور بھارت دونوں کی کشیدہ حالتیں اس سے کم ہو سکتی ہیں۔

دعوت نبوی ﷺ سے متعلق جی سنگھ دارا کی رائے کا جائزہ:

جی سنگھ دارا اپنی کتاب رسول عربی ﷺ میں لکھتے ہیں کہ:

”مسلمان اصولا لڑائی سے بہت کتراتے تھے۔ دراصل وہ لڑائی کی طاقت بھی نہ رکھتے تھے“ 2۔

مصنف جی سنگھ دار کی کتاب "رسولِ عربی ﷺ" کا مطالعہ کرنے کے بعد اس بات کا باخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہاں مصنف کی نیت ہرگز یہ نہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی مکی اور مدنی دور کی پالیسی پر اعتراض کریں جیسا کہ مستشرقین کرتے ہیں کہ پیغمبرِ اسلام ﷺ مکی دور میں مجبوراً پر امن پالیسی پر چلتے رہے لیکن جوں ہی طاقت و اقتدار پایا تو آپ ﷺ کی پالیسی پر امن سے تشدد پسندانہ ہو گئی۔

مستشرق بل وارنر نے اپنی کتاب میں یہی اعتراض کیا ہے:

The doctrine of Islam developed in Mecca contradicts the doctrine developed in Medina. Which is real Islam? There is not a "real" Islam in the sense of resolving apparent contradictions between the two. Both persuasion-jihad and domination-jihad can be applied as needed. Mohammad revealed a new logic, the logic of the unresolved contradiction, the logic of duality. Two contradictory statements can both be true if Allah say they are. Therefore, neither is false.For instance, Mohammad was involved in a violent event every six week for the last nine years of his life, but Mohammad is the prophet of the religion of peace. That is a contradiction but, inside of dual logic, both sides of the contradiction are true. Both peace and voilence advance Islam; both are good and true. Both are Islam. That is the message of the Sira and the power of Islam.3

امریکی مستشرق بل وارنر جس کا اصل نام بل فرنچ(Bill French)ہے۔ مصنف کی پیدائش 1941ء میں امریکہ میں ہوئی۔

بل وارنرز ایک اسلامی مخالف مصنف An Anti Islam Writter کے نام سے جانا جاتا ہے اور اس نے امریکہ میں ایک ادارہ بھی کھول رکھا ہے جس میں اسلام کے خلاف لوگوں کی ذہن سازی کی جاتی ہے"Center For The Study of Political Islam" مصنف کا موقف یہ ہے کہ اسلام کوئی مذہب نہیں ہے بلکہ یہ ایک سیاسی نظام ہے(جس میں کوئی روحانیت نہیں)اسلام سے بیزاری کی مصنف کو کافی عرصے سے تھی لیکن ۱۱/۹ کے بعد اس نے عوامی سطح پر اسلام کے خلاف لکھنا شروع کیا۔پیشے کے لحاظ سے مصنف طبعیات اور ریاضیکا پروفیسر ہے چنانچہ اسلام پر تنقید میں بھی بعض مقامات پر مصنف نے Mathemathical انداز اختیار کیا ہے۔اس کی کتابوں میں زیادہ تر اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اسلام غیر مسلموں کے خلاف ہے۔4

مطالعہِ سیرتِ طیبہ ﷺ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ سیرتِ پاک ﷺ کے دونوں ادوار(مکی اور مدنی) میں پیغمبرِ اسلام ﷺ کی پالیسی پُر امن رہی ہے۔ہاں فرق صرف اتنا رہا ہے کہ مکی دور میں مسلمان کمزور تھے

اور معاندین طاقت میں تھے تو اس کے سبب مسلمانوں کو ذہنی اذیتوں کے ساتھ ساتھ جسمانی کا بھی سامنا کرنا پڑتا رہا۔ لیکن مدینے ہجرت کے بعد مسلمان طاقت میں آگئے تو اب جسمانی اذیتوں سے چھٹکارا حاصل کر لیا لیکن ذہنی اذیتیں پھر بھی مسلمانوں کو ملتی رہیں۔ اب اگر دعوتِ نبوی ﷺ پر قرآنی آیات کی روشنی میں غور کریں تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ مدنی صورتوں میں پُر امن پالیسی کو ہی اختیار رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ہاں یہ بات واضح رہے کہ فتنہ و فساد کا قلع قمع کرنا بھی دنیا میں امن کے فروغ کے لیے ہے اور اگر اس کے لیے آخری حد یعنی قتال کی بھی ضرورت پڑے تو کرنا ضروری ہے۔ اور یہ اسلام ہی کا اصول نہیں پوری دنیا میں آج یہی قانون ہے کہ اگر دہشت گردی کی روک تھام کے لیے اقدامی رویہ بھی اختیار کرنا پڑے تو کیا جائے۔

لاَ إِكْرَاهَ فِيْ الدِّيْنِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لاَ انفِصَامَ لَهَا وَاللّهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ 5۔

دین (اسلام) میں زبردستی نہیں ہے ہدایت (صاف طور پر ظاہر اور) گمراہی سے الگ ہو چکی ہے تو جو شخص بتوں سے اعتقاد نہ رکھے اور اللہ پر ایمان لائے اُس نے ایسی مضبوط رسی ہاتھ میں پکڑ لی ہے جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں اور اللہ (سب کچھ) سنتا اور جانتا ہے۔

فَإنْ حَآجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُل لِّلَّذِيْنَ أُوْتُواْ الْكِتَابَ وَالأُمِّيِّيْنَ أَأَسْلَمْتُمْ فَإِنْ أَسْلَمُواْ فَقَدِ اهْتَدَواْ وَّإِن تَوَلَّوْاْ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلاَغُ وَاللّهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ 6

(اے پیغمبر) اگر یہ لوگ تم سے جھگڑنے لگیں تو کہنا کہ میں اور میرے پیرو تو اللہ کے فرمان بردار ہو چکے۔ اور اہل کتاب اور اَن پڑھ لوگوں سے کہو کہ تم بھی (اللہ کے فرمان بردار بنتے اور) اسلام لاتے ہو؟ اگر یہ لوگ اسلام لے آئیں تو بے شک ہدایت پا لیں اور اگر (تمھارا کہا) نہ مانیں تو تمھارا کام صرف اللہ کا پیغام پہنچا دینا ہے اور اللہ (اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْاْ إِلَى كَلَمَةٍ سَوَاءبَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلاَّ نَعْبُدَ إِلاَّ اللّهَ وَلاَ نُشْرِكَ بِهِ شَيْئاً وَلاَ يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضاً أَرْبَاباً مِّن دُونِ اللّهِ فَإِن تَوَلَّوْاْ فَقُولُواْ اشْهَدُواْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ 7۔

کہہ دو کہ اے اہل کتاب جو بات ہمارے اور تمھارے درمیان یکساں (تسلیم کی گئی) ہے اُس کی طرف آؤ، وہ یہ کہ اللہ کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو

اللہ کے سوا اپنا کارساز نہ سمجھے۔ اگر یہ لوگ (اس بات کو) نہ مانیں تو (اُن سے) کہہ دو کہ تم گواہ رہو ہم (اللہ کے) فرمان بردار ہیں۔

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْراً لَّهُم مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ8۔

(مومنو!) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم اُن سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لے آتے تو اُن کے لئے بہت اچھا ہوتا۔ اُن میں ایمان لانے والے بھی ہیں (لیکن تھوڑے) اور اکثر نافرمان ہیں۔

پروفیسر تھامس آرنلڈ نے بھی اپنی کتاب میں یہی درج کیا ہے:

The duty of missionary work (of Islam) is no after-thought in the history of Islam, but was enjoined on believers from the very beginning. Injunctions related to it) are found even in the medinite Surahs delivered at a time when Prophet Muhammad was at the head of a large army 9

اگر اس آیتِ کریمہ پر غور کیا جائے:

قُلْ يَا أَهلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْاْ إِلَى كَلَمَةٍ سَوَاء بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلاَّ نَعْبُدَ إِلاَّ اللّهَ وَلاَ نُشْرِكَ بِهِ شَيْئاً وَلاَ يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضاً أَرْبَاباً مِّن دُونِ اللّهِ فَإِن تَوَلَّوْاْ فَقُولُواْ اشْهَدُواْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ 10۔

کہہ دو کہ اے اہلِ کتاب جو بات ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں (تسلیم کی گئی) ہے اُس کی طرف آؤ، وہ یہ کہ اللہ کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا اپنا کارساز نہ سمجھے۔ اگر یہ لوگ (اس بات کو) نہ مانیں تو (اُن سے) کہہ دو کہ تم گواہ رہو ہم (اللہ کے) فرمان بردار ہیں۔

اگر اس آیتِ کریمہ پر غور کیا جائے تو دعوتِ اسلام کے ضمن میں یہ آیت اصول کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر سیرتِ پاک ﷺ کے مدنی دور کی پالیسی تشدد پر مبنی ہوتی تو یہ آیت مدنی دور میں نازل نہ ہوتی (جس میں کوئی جنگ و قتال کا حکم نہیں بلکہ صرف اور صرف دعوتِ اسلام کا حکم ہے)

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْراً لَّهُم مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ۔11

(مومنو!) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم اُن سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لے آتے تو اُن کے لئے بہت اچھا ہوتا۔ اُن میں ایمان لانے والے بھی ہیں (لیکن تھوڑے) اور اکثر نافرمان ہیں۔

اور اس آیتِ کریمہ کی روشنی میں تو صاف صاف بیان کر دیا گیا ہے کہ اس امت کا مقصد دعوت دینا ہے بزور قبول کروانا نہیں۔

تب ہی پروفیسر آرنلڈ لکھتے ہیں کہ:

"Islam was first intrduced into Africa by the Arab army envaded Egypt. Three years later the withdrawal of the Byzntine troops abandoned the vast Christian population into the hands of the Muslim conquerors. The rapid success of the Arab invaders was largely due to the welcome they recieved from the native Christians, who hated the Byzantine rule not only for its oppressive administration, but also -and chiefly- on accout of bitterness of theological rancour... the Muhammadan conquest brought a freedom of religious life such as they had not enjoyed for a century. On payment of tribute Muslim commander left them in undisturbed possession of their churches"12 ۔

حضرت عیسیٰؑ کی مثال اس سلسلے میں کافی ہے کہ عیسیٰؑ نے اپنے دورِ نبوت میں صرف 3 سال میں ہی اپنے حواریوں کو حکم فرمادیا تھا کہ: اس نے ان سے کہا مگر اب جس کے پاس بٹوہ ہو وہ اسے لے اور اسی طرح جھولی بھی اور جس کے پاس نہ ہو وہ اپنی پوشاک بیچ کر تلوار خریدے 13۔

غزواتِ نبوی ﷺ متعلق جی سنگھ دارا کی رائے کا جائزہ:

جی سنگھ دارا لکھتے ہیں کہ: "مسلمانوں نے ہتھیار اٹھائے یا تو اس لیے کہ وہ اپنے آپ کو دشمنوں کے پنجے سے چھڑائیں اور یا اس لیے کہ دوسروے مظلوموں کو ظالموں سے نجات ملے اور اسلام کا نام دنیا میں قائم رہ جائے۔14

اسلام جہاں جہاد کی بات کرتا ہے وہاں انسانی جان کی حرمت و احترام کی بات بھی کرتا ہے اور ایک ایسا قانون دیتا ہے کہ جس سے معاشرے میں سے فتنہ و فساد ختم ہو جائے اور امن ہی امن ہو جائے۔ اسی امن کے قیام اور فتنہ و فساد کے قلع قمع کے لیے جہاد کیا جاتا ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالی ہے:

مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ كَتَبْنَا عَلَى بَنِيْ إِسْرَاءِيْلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِيْ الأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعاً وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعاً وَلَقَدْ جَاء تْهُمْ رُسُلُنَا بِالبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيْراً مِّنْهُم بَعْدَ ذَلِكَ فِيْ الأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ 15۔

اس (قتل) کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا (یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے اس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا اور جو اُس کی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی زندگانی کا موجب ہوا اور ان لوگوں کے پاس ہمارے پیغمبر روشن دلیلیں لا چکے ہیں پھر اس کے بعد بھی ان میں بہت سے لوگ ملک میں حد اعتدال سے نکل جاتے ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

قُلْ تَعَالَوْاْ أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلاَّ تُشْرِكُواْ بِهِ شَيْئاً وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً وَلاَ تَقْتُلُواْ أَوْلاَدَكُم مِّنْ إمْلاَقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلاَ تَقْرَبُواْ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلاَ تَقْتُلُواْ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّهُ إِلاَّ بِالْحَقِّ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُون 16۔

کہہ دیجیے کہ (لوگو!) آؤ میں تمھیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمھارے رب نے تم پر حرام کی ہیں (اُن کی نسبت اُس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے) کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بنانا اور ماں باپ سے (بدسلوکی نہ کرنا بلکہ) سلوک کرتے رہنا اور ناداری (کے اندیشے) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تمھیں اور انھیں ہم ہی رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ اُن کے پاس نہ جانا اور کسی جان (والے) کو جس کے قتل کو اللہ نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا مگر جائز طور پر (یعنی جس کا شریعت حکم دے) ان باتوں کا وہ تمھیں ارشاد فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

اگر ان آیاتِ کریمہ پر غور کیا جائے تو ایک اہم بات سامنے آتی ہے کہ اسلام جہاں قتل کو حرام قرار دیتا ہے وہاں اسلام الا بالحق کی قید بھی لگاتا ہے۔

یعنی اگر کسی جان کو کسی بھی حال میں قتل نہ کرنے کا حکم ہوتا تو معاشرے میں ظلم بڑھتا چلا جاتا اور یہ عدل کے تقاضوں کے بھی خلاف ہے کیونکہ عدل کا تقاضا یہ ہے کہ ظالم کو سزا دی جائے، مفسدی کو پکڑا جائے، بدامنی پھیلانے والے کو سزا دی جائے۔ اسی لیے اسلام الا بالحق کی شرط لگاتا ہے 17۔

اسلام میں جہاد کا مقصد:

جو ایک عمومی قاعدہ ہے وہ یہ کہ:

جب لوگ سرکشی پر اتر آئیں، زمین میں فتنہ فساد برپا کریں، شیطانی طاقتوں کا ساتھ دیں، غریبوں کا حق کھائیں، ان کی معیشت و کاربار پر قبضہ جمالیں، اپنے خزانے بھرنے اور ان کو فاقہ کشی پر مجبور کریں، عدل و انصاف ختم ہو جائے، ظلم کا بول بالا ہو، کمزوروں کے حقوق سلب کر لیے جائیں اور یہ جابر و سرکش شیاطین خود کو انسانوں کا خدا سمجھنے لگیں، خیانت، بدکاری، بداخلاقی پھیلنے لگے، نااہل اور کمینے قسم کے لوگ شریفوں و صالحین کو دبانے لگیں اور ان کا حق کھانے لگیں، جبر، غلامی، خون خرابہ ہونے لگے۔ تو ایسی صورت میں جہاد جائز ہی نہیں بلکہ فرض ہو جاتا ہے۔ کیونکہ انسانیت کی سب سے بڑی خدمت ہی یہ ہے کہ اس کو اس قسم کے مظالم سے نجات دلائی جائے، اور انسانی ہمدردی کا بھی یہ عین تقاضا ہے 18۔

اسلام میں جہاد کی حکمت:

ارشادِ باری تعالی ہے:

لَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيْراً 19۔

اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو (راہبوں کے) خلوت خانے اور (عیسائیوں کے) گرجے اور (یہودیوں کے) عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں اللہ کا بہت سا ذکر کیا جاتا ہے منہدم ہو چکی ہوتیں۔

یہاں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ صرف مسجد کا ذکر نہیں کیا گیا بلکہ ساتھ دیگر مذاہب کے ماننے والوں کی عبادت گاہوں کے تحفظ کا بھی ذکر کیا ہے۔ جہاد کے پیچھے اللہ کی حکمت یہ ہے کہ اگر اللہ انسانوں کے مظالم اور فساد انسانوں کے ذریعے ختم نہ کرے گا تو زمین پر اتنا فساد برپا ہو جائے گا کہ عبادت گاہیں تک بھی محفوظ نہ رہیں گی 20۔

دفاعی جہاد:

جہاد کی اقسام میں ایک قسم ہے دفاعی جہاد اور وہ یہ ہے کہ اپنے دفاع کے لیے جد وجہد کرنا۔

ارشادِ باری تعالی ہے:

وَقَاتِلُواْ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلاَ تَعْتَدُواْ إِنَّ اللّهَ لاَ يُحِبِّ الْمُعْتَدِيْنَ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلاَ تُقَاتِلُوهمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّى يُقَاتِلُوكُمْ فِيْهِ فَإِن قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ كَذَلِكَ جَزَاء الْكَافِرِيْنَ فَإِنِ انتَهَوْاْ فَإِنَّ اللّهَ غَفُورٌ رَّحِيْمٌ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّيْنُ لِلّهِ فَإِنِ انتَهَواْ فَلاَ عُدْوَانَ إِلاَّ عَلَى الظَّالِمِيْنَ الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ فَمَنِ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُواْ عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُواْ اللّهَ وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ 21۔

اور جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم بھی اللہ کی راہ میں اُن سے لڑو مگر زیادتی نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور ان (کافروں) کو جہاں پاؤ قتل کر دو اور جہاں سے انھوں نے تمھیں نکالا ہے (یعنی مکہ سے) وہاں سے تم بھی اُن کو نکال دو اور فتنہ خون ریزی سے کہیں بڑھ کر ہے اور جب تک وہ تم سے مسجد محترم (یعنی خانہ کعبہ) کے پاس نہ لڑیں تم بھی وہاں اُن سے نہ لڑنا۔ ہاں اگر وہ تم سے لڑیں تو تم اُن کو قتل کر ڈالو۔ کافروں کی یہی سزا ہے۔ اور اگر وہ باز آجائیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے اور اُن سے اُس وقت تک لڑتے رہنا کہ فساد نابود ہو جائے اور (ملک میں) اللہ ہی کا دین ہو جائے اور اگر وہ (فساد سے) باز آجائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہیں (کرنی چاہیے)۔ ادب کا مہینہ ادب کے مہینے کے مقابل ہے اور ادب کی چیزیں ایک دوسرے کا بدلہ ہیں۔ پس اگر کوئی تم پر زیادتی کرے تو جیسی زیادتی وہ تم پر کرے ویسی ہی تم اُس پر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ ڈرنے والوں کیساتھ ہے۔

ارشادِ باری تعالی ہے:

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ الَّذِيْنَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ 22۔

مسلمانوں سے (خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے اُن کو اجازت ہے (کہ وہ بھی لڑیں) کیونکہ اُن پر ظلم ہو رہا ہے اور اللہ (اُن کی مدد کرے گا وہ) یقیناً اُن کی مدد پر قادر ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے ناحق نکال دیے گئے (انھوں نے کچھ قصور نہیں کیا) ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے۔

ان دونوں آیاتِ مبارکہ سے مندرجہ ذیل احکام سامنے آتے ہیں:

1۔جب مسلمانوں سے لڑا جائے اور ان پر ظلم وزیادتی کی جائے، تو ایسی صورت میں اپنے دفاع میں لڑنا جائز ہے۔

2۔جو لوگ مسلمانوں کے حقوق چھین لیں، ان کے گھر بار لوٹ لیں، ان کو ان کے گھروں سے بے دخل کردیں، تو ان سے لڑنا بھی جائز ہے۔

3۔جب مسلمانوں کو صرف اس لیے ستایا جائے کہ وہ مسلمان ہیں اور ان پر اسی وجہ سے تشدد بھی کیا جائے تو ایسی صورت میں بھی اپنے دین کے دفاع میں لڑنا جائز ہے۔

4۔اگر مسلمانوں کو مسلمانوں کی سرزمین سے بے دخل کردیا جائے یا مسلمانوں کی حکومت کو گرادیا جائے تو ایسی صورت میں بھی طاقت آجانے کہ بعد مسلمانوں کو پورا حق پہنچتا ہے کہ دشمن کو وہاں سے نکال باہر کریں جہاں سے ان نے مسلمانوں کو نکالا تھا23۔

اقدامی جہاد:

اسلام میں اقدامی جہاد ہونے کی وجہ یہ ہے کہ: ارشادِ باری تعالی ہے: كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰه 24۔

تم اُن سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو.

انسانیت کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ اس کو فتنہ وفساد سے نکالا جائے، اور فتنہ وفساد سے نکالنے ہی کے لیے اقدامی جہاد لڑا جاتا ہے۔

فتنہ:

فتنہ کا معنی ہیں کہ سونے کو آگ میں تپا کر دیکھا جائے کہ وہ اصلی ہے یا نقلی ہے۔یعنی ایسی چیز جس سے انسان کا ٹیسٹ لیا جائے، اس کی آزمائش کی جائے کہ وہ کھرا ہے یا کھوٹا ہے۔

جس وقت یہ آزمائش اللہ کی طرف سے ہو تو انسان کے لیے بلندی درجات کا سبب بنتی ہے، لیکن جب یہ آزمائش انسان پر انسانوں کے سبب آئے تو یہ ظلم، زیادتی اور فتنہ بن جاتی ہے۔ کیونکہ کسی بندے کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی دوسرے بندے کی آزمائش کرے 25۔

قرآن میں اس فتنے کی مندرجہ ذیل تفصیل آئی ہے:

1۔ ضعیف لوگوں پر ظلم کرنا:

ارشادِ باری تعالی ہے:

وَإِخْرَاجُ أَهلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِندَ اللّهِ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ 26۔

اور مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ میں جانے) سے (بند کرنا) اور اہلِ مسجد کو اُس میں سے نکال دینا (جو یہ کفار کرتے ہیں) اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ (گناہ) ہے اور فتنہ انگیزی خون ریزی سے بھی بڑھ کر ہے۔

2۔ حق کو جبراً دبانا، اور لوگوں کو بھی اس سے روکنا:

ارشادِ باری تعالی ہے:

آمَنَ لِمُوسَى إِلاَّ ذُرِّيَّةٌ مِّن قَوْمِهِ عَلَى خَوْفٍ مِّن فِرْعَوْنَ وَمَلَإِهِمْ أَن يَفْتِنَهُمْ 27۔

اور موسیٰ پر اس کی قوم کے چند نوجوانوں کے سوا کوئی ایمان نہ لایا فرعون اور اپنی قوم کے سرداروں کے ڈر سے کہ وہ ان کو فتنہ میں مبتلا نہ کر دے۔

3۔ صد عن سبیل اللہ:

ارشادِ باری تعالی ہے:

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّواْ عَن سَبِيْلِ اللّهِ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ 28۔

لوگ کافر ہیں اپنا مال خرچ کرتے ہیں کہ (لوگوں) کو اللہ کے رستے سے روکیں سو ابھی اور خرچ کریں گے مگر آخر وہ (خرچ کرنا) اُن کے لیے (موجبِ) افسوس ہو گا اور وہ مغلوب ہو جائیں گے اور کافر لوگ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے۔

4۔ لوگوں کو بہکانا اور صراطِ مستقیم سے ہٹانا:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِن كَادُواْ لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِيْ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ وَإِذاً لاَّتَّخَذُوكَ خَلِيْلا 29۔

اور ان لوگوں نے اس کوشش میں کوئی کسر نہیں چھوڑی کہ تمھیں فتنے میں ڈال کر اس وحی سے پھیر دیں جو ہم نے تمھاری طرف بھیجی ہے تاکہ تم ہمارے نام پر اپنی طرف سے کوئی بات گھڑو اگر تم ایسا کرتے تو وہ تمھیں ضرور اپنا دوست بنا لیتے۔

5۔ باطل کے لیے جنگ لڑنا:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

سَتَجِدُونَ آخَرِيْنَ يُرِيْدُونَ أَن يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُواْ قَوْمَهُمْ كُلَّ مَا رُدُّوَاْ إِلَى الْفِتْنِةِ أُرْكِسُواْ فِيِهَا فَإِن لَّمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُواْ إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوَاْ أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثِقِفْتُمُوهُمْ وَأُوْلَئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَاناً مُّبِيْناً 30۔

تم کچھ اور لوگ ایسے بھی پاؤ گے جو یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں لیکن جب فتنہ انگیزی کو بلائے جائیں تو اُس میں اوندھے منھ گر پڑیں تو ایسے لوگ اگر تم سے (لڑنے سے) کنارہ کشی نہ کریں اور نہ تمھاری طرف (پیغامِ) صلح بھیجیں اور نہ اپنے ہاتھوں کو روکیں تو ان کو پکڑ لو اور جہاں پاؤ قتل کر دو ان لوگوں کے مقابلے میں ہم نے تمھارے لیے سند صریح مقرر کر دی ہے۔

جہادِ اسلامی اور اخلاقیات:

اسلام میں جنگ کا مقصد دشمن کی تذلیل کرنا، یا دشمن کو نقصان پہنچانا نہیں ہے، بلکہ فتنہ و شر کو ختم کرنا ہے اور معاشرتی و اخلاقی برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ کر باہر پھینکنا ہے۔

1۔ بغیر اعلان کے حملہ نہیں کرسکتے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِيَانَةً فَانبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاء إِنَّ اللّهَ لاَ يُحِبُّ الخَاءِنِيْنَ 31۔

اگر تمھیں کسی قوم سے دغا بازی کا خوف ہو تو (اُن کا عہد) انھیں کی طرف پھینک دو (اور) برابر (کا جواب دو) کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ دغابازوں کو دوست نہیں رکھتا۔

اس آیتِ مبارکہ کی شرح میں مفسرین لکھتے ہیں کہ جب کبھی کوئی ایسی صورت پیش آئے تو مخالفین پر کاروائی کرنے سے پہلے فریقِ ثانی کو صاف طور پر بتا دینا چاہیے کہ اب ان کے اور فریق ثانی کے درمیان کوئی معاہدہ نہیں رہا 32۔

(اور پھر لڑنا چاہیے)اس طرح احادیث میں بھی اس کی تائید آئی ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ کسی قوم کے پاس رات کے وقت پہنچتے تو جب تک صبح نہ ہو جائے آپ ﷺ حملہ نہیں کرتے تھے 33۔

2۔ آگ میں جلانا حرام ہے:

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آگ کا عذاب صرف آگ کا مالک (اللہ) ہی دے سکتا ہے 34۔

3۔ تڑپا تڑپا کر مارنے کی ممانعت:

کسی کو باندھ کر تکلیف دے دے کر مارنا بھی اسلام میں حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے قتلِ صبر (باندھ کر مارنے) سے منع فرمایا اور فرمایا خدا کی قسم اگر مرغی بھی ہوتی تو میں اس کو اس طرح باندھ کر نہ مارتا 35۔

4۔ لوٹ کھسوٹ کی ممانعت:

ایک سفر جہاد پر مسلمانوں کے لشکر نے کچھ بکریاں لوٹ لیں اور ان کو پکا کر کھالیا۔ جب آپ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے دیگچیاں الٹ دیں اور فرمایا لوٹ مار کا مال حرام مال سے کم نہیں 36۔

5۔ تباہ کاری کی حرمت:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِيْ الأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيِهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّهُ لاَ يُحِبُّ الفَسَاد37۔

اور جب پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے تو زمین میں دوڑتا پھرتا ہے تاکہ اس میں فتنہ انگیزی کرے اور کھیتی کو (برباد) اور (انسانوں اور حیوانوں کی) نسل کو نابود کر دے اور اللہ تعالیٰ فتنہ انگیزی کو پسند نہیں کرتا۔

6۔ مثلہ کی حرمت:

رسول اللہ ﷺ نے لوٹ مار اور مثلہ سے منع فرمایا ہے 38۔

7۔ قیدیوں کے ساتھ بد سلوکی کی ممانعت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

کسی زخمی پر حملہ نہ کیا جائے، کسی بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے، کسی قیدی کو قتل نہ کیا جائے، اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر دے تو وہ امان میں ہے 39۔

8۔ سفیروں کے قتل کی حرمت:

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ:

انھوں نے کہا جمعرات کا دن، ہائے جمعرات کا دن، پھر رونے لگے، اتنا روئے کہ زمین کی کنکریوں کو تر کر دیا۔ پھر فرمایا کہ جمعرات کے دن نبی ﷺ کا مرض بڑھ گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس لکھنے والی کوئی چیز لے کر آؤ تاکہ میں تمھیں ایک تحریر لکھ کر دے دوں۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی وفات سے پہلی تین باتوں کی وصیت فرمائی:

1۔ مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔

2۔ سفیروں کے ساتھ ایسے ہی پیش آنا جیسے میں آیا کرتا ہوں۔

3 عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ تیسری بات میں بھول گیا ہوں 40۔

9۔ عہد شکنی کی ممانعت:

ابو جندل بن سہیلؓ کسی طریقے سے کفار کی قید سے فرار ہو کر اسلامی لشکر سے جا ملے۔ ان چہرے پر مصائب کے آثار تھے ہاتھوں پر بیڑیاں تھیں بدن پر تشدد کے زخم تھے۔ صحابہؓ ابو جندلؓ کی یہ حالت دیکھ کر تڑپ اٹھے اور رسول اللہ ﷺ کے اشارے کے لیے منتظر ہو گئے۔ لیکن آپ ﷺ نے ابو جندلؓ کو حکم دیا کہ وہ واپس کفار کے پاس چلے جائیں کیونکہ آپ ﷺ کفار کے ساتھ معاہدہ کر چکے تھے 41۔

10۔ انتشار و بد نظمی کی حرمت:

عربوں میں عادت تھی کہ وہ جب کبھی جنگ کے لیے نکلتے تو راستے میں جو کوئی ملتا تھا اسے تنگ کرتے تھے، اس کا ساز و سامان لے لیتے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

جس کسی نے راہ گیروں کو تنگ کیا یا ان کو لوٹا تو اس کا جہاد نہیں ہوا42۔

11۔ شور وغل اور ہنگامہ آرائی کی ممانعت:

عربوں میں جب جنگ ہوتی تو اس میں وہ اس قدر شور وغل کرتے کہ اس کا نام ہی وغی پڑ گیا۔

صحابہؓ رسول اللہ ﷺ کے ہم راہ جب ایک وادی کے پاس پہنچے تو زور سے تکبیر و تہلیل کے نعرے بلند کرنے لگے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

اے لوگوں وقار سے چلو، جس کو تم پکار رہے ہو، وہ نہ بہرا ہے، نہ غائب ہے وہ تو تمھارے ساتھ ہے، سب کچھ جاننے والا اور تمھارے بہت قریب ہے43۔

غیر مقاتلین کے حقوق:

اسلام کی یہ خوبصورتی ہے کہ وہ اہل قتال اور غیر اہل قتال میں فرق کرتا ہے۔ اور پھر ان دونوں کے حقوق بھی بیان کرتا ہے۔ اہلِ قتال کے حقوق تو اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ جہاں تک غیر اہل قتال ہیں جن میں عورتیں، بچے، بڑھے، رھبان وغیرہ شامل ہیں، تو ان سے قتال کرنا تو دور کی بات ان کو اسلام میں زخمی کرنا یا کوئی تکلیف پہنچانا بھی حرام ہے44۔

خلاصہ کلام:

مذکورہ بالا دلائل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلامی جہاد کا مقصد دنیا سے فتنہ و فساد کو ختم کرنا اور امن و انصاف کے نظام کو عام کرنا ہے نہ کہ انسانوں کے حقوق کو سلب کرنا ہے۔

سفارشات:

1۔ بین المذاہب ہم آہنگی کے فروع کے لئے زیادہ سے زیادہ تعلیمی مراکز بنائے جائیں۔

2۔ مساجد میں بھی بین المذاہب ہم آہنگی پر دروس دیے جائیں۔

3۔ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ سے متعلق غیر مسلم دنیا کی غلط فہمی کو دور کیا جائے۔

حواشی

1۔ جی سنگھ دارا، رسول عربی، ص22: زاہد بشیر پرنٹرز اردو بازار لاہور، جنوری 2016

2۔ رسول عربی، ص: 67 س

Bill Warner,Mohammad and the Unbelievers,(CSPI,USA),2006,pp.170.3

en.wikipedia.org/wiiki/Bill-Warner(Political-Islam)Accessed on 10/06/2019,5.33pm).4

5۔القرآن:البقرۃ:256

6۔آل عمران:20

7۔آل عمران:64

8۔آل عمران:110

9۔ Thomas Walker Arnold,THE PREACHING OF ISLAM,(Canstable & Company LTD,London)1913,pp.158

10۔آل عمران:64

11۔آل عمران:110

12۔THE PREACHING OF ISLAM,pp.166

13۔بائبل:لوقا،باب:22:36

14۔رسول عربی،ص:76

15.القرآن:المائدہ:32

16۔القرآن:الانعام:151

17۔ابواعلی مودودی،مولانا،الجہاد فی الاسلام،ص:29،اشاعت:فروری،2006ء،ناشر:ادارہ ترجمان القرآن،لاہور

18۔ایضا،ص:35تا36

19۔القرآن:الحج:40

20۔الجہاد فی الاسلام،ص:38

21۔القرآن:البقرہ:190تا194

22۔الجہاد فی الاسلام،ص:62تا78

23۔الجہاد فی الاسلام،ص:63

24۔ال عمران:110

25۔الجہاد فی الاسلام،ص:105تا106

26۔القرآن:البقرۃ:217

27۔ یونس:83

28۔ الانفال:36

29۔ بنی اسرائیل:73

30۔ النساء:91

31۔ القرآن:الانفال:58

32۔ ابوالاعلی مودودی، مولانا، تفہیم القرآن، ص:153، جلد:2، اشاعت:1972، ناشر: مکتبہ تعمیرِ انسانیت، لاہور

33۔ مختصر صحیح بخاری، کتاب:السیر والمغازی، باب:کان النبی ﷺ اذا لم یقاتل اول النھار اخر القتال حتی تزول الشمس، رقم الحدیث:1276، ص:688، اشاعت: اکتوبر، 2011ء، ناشر: مکتبہ اسلامیہ، لاہور

34۔ مختصر صحیح بخاری، کتاب: السیر والمغازی، باب: لایعذّب بعذاب اللہ، رقم الحدیث:1293، ص:695

35۔ ابوداؤد، کتاب: الجہاد، باب: فی قتل الاسیر بالنبل، رقم الحدیث:914، ص:409تا410، اشاعت:2008ء، ناشر: مکتبہ اسلامیہ، لاہور

36۔ ابوداؤد، کتاب: الجہاد، باب: فی النہی عن النہی اذاکان فی الطعام، رقم الحدیث:932، ص:419

37۔ القرآن: البقرۃ:205

38۔ مختصر صحیح بخاری، کتاب: المظالم والغضب، باب: النہی عن النہی والمثلۃ، رقم الحدیث:1128، ص:598

39۔ احمد بن یحیی بن جابر بن داؤد البلاذری، فتوح البلدان، ص47:5، اشاعت:1988ء، ناشر: دار و مکتبۃ الھلال، بیروت

40۔ مختصر صحیح بخاری، کتاب: السیر والمغازی، باب: جوائز الوفد، رقم الحدیث:1305، ص:701

41۔ الجہاد فی الاسلام، ص:243تا244

42۔ ابوداؤد، کتاب: الجہاد، باب: یؤمر من انضام العسکر وسعتہ، رقم الحدیث:857، ص:383تا384

43۔ مختصر صحیح بخاری، کتاب: السیر والمغازی، باب: مایکرہ من رفع الصوت فی التکبیر، رقم الحدیث:1283، ص:691

44۔ مختصر صحیح بخاری، کتاب: السیر والمغازی، باب: قتل الصبیان فی الحرب، رقم الحدیث:1293، ص:694تا695؛ الجہاد فی الاسلام، ص:222تا224